

صحابہ کرام کا مقام

مسلم علمائے دیوبند کی روشنی میں

از قلم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ ہتھم دارالعلوم دیوبند

کچھ عرصہ قبل حضرت حکیم الاسلام قاری صاحب مدظلہ نے "علمائے دیوبند کے مسلک" کے بارہ میں ایک محققانہ اور جامع مقالہ سپرد قلم فرمایا۔ مسلک کی مزید تفتیش اور جماعتی بنانے کیلئے اسے جماعت کے اہل الرائے اور اہل بصیرت و فکر حضرات کی خدمت میں بھی ارسال کیا گیا تاکہ سب حضرات کے اظہار خیال کے بعد اسے شائع کیا جاسکے۔ اسکی ایک کاپی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کو بھی بھیجی گئی تھی جس میں سے صحابہ کرام کے بارہ میں علمائے دیوبند کا موقف و مسلک والا حصہ شریک اشاعت ہے۔ اس وقت جب کہ ملک میں ایک خاص مکتب فکر کے قائد نے صحابہ کرام کے بارہ میں ایسی قلمی سرگرمیاں شروع کی ہیں جو سراسر اہل سنت والجماعۃ اور سواد اعظم کے مسلک کے منافی ہیں مقالہ کا یہ حصہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ تاکہ اس کے بارہ میں مسلک علماء دیوبند سامنے آ سکے۔ صحابہ کرام کی تبدیل کے بارہ میں مفصل کلام انشاء اللہ آئندہ شماروں میں کیا جائے گا۔ (ادارہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدس ترین طبقہ بنی کے بلا واسطہ فیض یافتوں اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے جن کا اصطلاحی لقب صحابہ کرام ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ خدا اور رسول نے من حیث الطبقة اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف صحابہ کا طبقہ ہے۔ ان کے سوا کسی طبقہ کو من حیث الطبقة مقدس نہیں فرمایا کہ طبقہ کے طبقہ کی تقدیس کی ہو۔ مگر اس پورے کے پورے © rasailojaraid.com رضی و مرضی۔ تقی القلب۔ پاک باطن

مستمرا طاعت، محسن و صادق اور موعود بالحبنتہ فرمایا۔ پھر ان کی عمومی مقبولیت و شہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا۔ کتب سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دیکھتے ہیں کہ وہ اگلوں میں بھی جانے پہچانے لوگ تھے۔ اور قرآن کریم میں ان کے مدائح و مناقب کا ذکر کر کے بتلایا کہ وہ پچھلوں میں بھی جانے پہچانے ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔ جب تک قرآن رہے گا۔ زبانوں پر، دلوں میں، ہر وقت کی تلاوت میں، پہنچ وقت نمازوں میں، خطبات و مواعظت میں، مسجدوں اور معبدوں میں، مدرسوں اور خانقاہوں میں، خلوتوں اور جلوتوں میں، غرض جہاں بھی اور جب بھی اور جس نوعیت سے بھی قرآن پڑھا جاتا رہے گا وہیں ان کا چرچا اور امت پر ان کا تعلق نمایاں ہوتا رہے گا۔ پس بلحاظ مدح و ثناء وہ امت میں کتنا اور بے نظیر ہیں۔ جن کی نظیر انبیاء کے بعد اول و آخر نہیں ملتی۔ مگر علماء دیوبند نے اپنے اس مسلک میں جو صحابہ کی بابت عرض کیا گیا رشتہ اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور کسی گوشہ سے بھی اس میں افراط و تفریط اور غلو کو آنے نہیں دیا۔

مثلاً وہ اس عظمت و جلالت کے معیار سے صحابہ میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت سمجھیں اور کسی کو محاذ اللہ لائق عداوت۔ کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں اور عیاذاً باللہ کسی کی مذمت میں یا تو انہیں سب و شتم اور قتل و غارت کرنے پر اتر آئیں اور ان کا خون بہانے میں بھی کسر نہ چھوڑیں اور پھر ان میں سے بعض کو نبوت سے بھی اونچا مقام دینے پر آجائیں، انہیں معصوم سمجھنے لگیں۔ جی کہ ان میں سے بعض میں عدول خداوندی ماننے لگیں۔ علماء دیوبند کے مسلک پر یہ سب حضرات مقدسین تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں۔ مگر نبی یا خدا نہیں، بلکہ بشریت کی صفات سے متصف لوازم بشریت اور ضروریات بشری کے پابند ہیں۔ مگر عام بشر کی سطح سے بالاتر کچھ غیر معمولی امتیازات بھی رکھتے ہیں۔ جو عام بشر تو بجائے خود ہیں پوری امت کے اولیاء بھی ان مقامات تک نہیں پہنچ سکے۔ یہی وہ نقطہ اعتدال ہے۔ جو صحابہ کے بارہ میں علماء دیوبند نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک تمام صحابہ شرف صحابیت اور صحابیت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں۔ اس لئے محبت و عظمت میں بھی یکساں ہیں۔ البتہ ان میں باہم فرق مراتب بھی ہے۔ تو عظمت مراتب میں بھی فرق ہے۔ لیکن یہ فرق چونکہ نفس صحابیت کے فرق نہیں ہے اس لئے نفس صحابیت کی محبت و

عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑ سکتا پس اس مسلک میں الصحابہ کرام عدولہ (صحابہ سب کے سب عادل تھے) کا اصول کارفرما ہے جو اس دائرہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کا جو بعینہ مسلک علماء دیوبند ہے، اولین سنگ بنیاد ہے۔

اسی طرح علماء دیوبند ان کی اس عمومی عظمت و جلال کی وجہ سے انہیں بلا استثناء نجوم ہدایت مانتے ہیں۔ اور یہ کہ بعد والوں کی نجات ان ہی کے علمی و عملی اتباع کے دائرہ میں محدود ہے۔ لیکن انہیں شارع تسلیم نہیں کرتے کہ حق تشریع ان کے لئے ماننے لگیں اور یہ کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں۔ اور جسے چاہیں حرام بنا دیں۔ ورنہ نبوت اور صحابیت میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔ پس وہ امتی تھے۔ مگر نبوت کے مخلص ترین جاں نثار خادم تھے جن کی بدولت دین اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور اس نے دنیا میں قدم جمادئے۔ اس لئے وہ سب کے سب مجموعی طور پر مخدوم العالم اور خیر المخلوق بعد الانبیاء ہیں۔ ہاں مگر یہ حضرات اس مسلک کی رو سے گو شارع تو نہ تھے۔ مگر فانی فی الشریعت تھے۔ شریعت ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی تھی اور وہ اس میں گم ہو کر اس کے درجہ کمال کے مقام پر آ گئے تھے، جو مدار اطاعت ہوتا ہے۔ اس لئے علماء دیوبند انہیں شریعت کے بارہ میں عیاذ باللہ خائن یا متساہل یا بد نیت یا حبی جاہ و مال کا اسیر کہنے کی معصیت میں مبتلا نہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب مقدسین دین کی روایت کے راوی اول۔ دینی درایت کے مبصر اول، دینی مفہومات کے فہیم اول اور پوری امت کے مربی اول اور حسب فرمودہ نبوی امت کے حق و باطل کے معیار تھے جن کی رو سے فرقوں کے حق و باطل کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر ان کی محبت و عظمت دل میں ہے اور بلا استثناء ہے تو وہ فرقہ حقہ کا فرد ہے۔ اور اگر ذرا بھی ان کی عظمت و عقیدت میں کمی یا دل میں ان کی نسبت سے سوؤ ظن ہے تو اسی نسبت سے وہ فرقہ ناجیہ سے الگ ہے۔ پس حق و باطل کے پرکھنے کی پہلی کسوٹی ان کی محبت و عظمت اور ان کی دیانت اور تقوائے باطن کا اعتراف اور ان کی نسبت قلبی اذعان و اعتقاد ہے اس لئے جو فرقہ بھی بلا استثناء انہیں عدول و متقن مانتا ہے۔ وہی حسب ارشاد نبوی فرقہ حقہ ہے۔ اور وہ الحمد للہ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ اور جو ان کے بارہ میں بدگمانی یا شکار ہے وہی حقانیت

سے ہٹا ہوا ہے۔ اس لئے شریعت کے باب میں اُن کے بارہ میں کسی ادنیٰ دخل و فصل کا توہم پورے دین پر سے اعتماد اٹھا دینا ہے۔ اگر وہ بھی معاذ اللہ دین کے بارہ میں راہ سے اوجھڑا دھر ہٹے ہوئے تھے تو بعد والوں کے لئے راہ مستقیم پر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پوری امت اول سے یکہ آخر تک ناقابل اعتبار ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے حسب مسلک علماء دیوبند جہاں وہ منفرداً اپنی اپنی فزات کے لحاظ سے تقویٰ و تقی اور صنی و دنی ہیں، وہیں بحیثیت مجموعی امت کی نجات بھی اُن ہی کے اتباع میں منحصر ہے۔ اور وہ بحیثیت قرن تیسر من حیث الطبقة پوری امت کے لئے بنی کے قائم مقام اور معیار حتی تھے۔ پس جیسے نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حتیٰ کہ ان کا تعامل بھی بعض ائمہ ہدایت کے یہاں شرعی حجت تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے جذباتی رنگ میں انہیں گھٹانا بڑھانا یا چڑھانا اور گرانا جس طرح عقل و نقل قبول نہیں کرتی اسی طرح علماء دیوبند کا جامع عقل و نقل مسلک بھی قبول نہیں کر سکتا۔ علماء دیوبند ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیا مانتے ہیں۔ مگر اُن کے معصوم ہونے کے قائل نہیں۔ البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں۔ جو ولایت کا انتہائی مقام ہے۔ جس میں تقویٰ کی انتہا پر بشاشت ایمان جو ہر نفس ہو جاتی ہے اور سنت اللہ کے مطابق صدور معصیت عادتاً ناممکن ہو جاتا ہے۔ ذالک اذا خالط لباشة القلوب۔ اس مقام کے تقاضا سے اُن کا تقویٰ باطن ہمہ وقت اُن کے لئے مذکور رہتا تھا۔ پس معصوم نہ ہونے کی وجہ سے اُن میں معصیت کا امکان تھا۔ مگر محفوظ من اللہ ہونے کی وجہ سے اُن میں معصیت کا صدور اور ذنوب کا اقدام نہ تھا۔ پھر اس طبقہ میں یہ امکانی معصیت کا احتمال بھی بیرونی عوارض یا طبیعت کی حد تک تھا۔ قلبی دواعی کی حد تک نہ تھا۔ کیونکہ اُن کے قلوب کی تطہیر اور ان کے تقویٰ کے پرکھے پرکھائے ہونے کی شہادت قرآن دے رہا ہے۔ اس لئے اگر عوام صحابہ میں سے کسی سے ابتدائی منزل میں طبعاً کوئی لغزش سرزد بھی ہوئی تو جیسا کہ وہ قلبی داعیہ یا گناہ کے کسی ملک سے جو دل میں جڑ پکڑے ہوئے ہو سرزد شدہ نہ تھی۔ ایسے ہی اس کا اثر بھی اُن کے قلبی ملکات و احوال یا باطنی تقویٰ تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے ایسی اتفاقی لغزش سے بھی ان کی باطنی بزرگی جس کی خدا نے شہادت دی ہے۔ متہم نہیں ٹھہر سکتی۔ پس ان مقدسین میں کمال زہد و تقویٰ اور کمال فراست و بصیرت کی وجہ سے جذبات معصیت مضاعف اور دواعی طاعت مشغول تھے۔ معصیت سے وہ ہمہ وقت

بیگانہ تھے، اور طاعتِ حق میں بیگانہ۔ ایمان و تقویٰ اُن کے قلوب میں مزین اور کفر و فسوق اُن کے باطن میں مغوص تر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند انہیں غیر معصوم کہنے کے باوجود بوجہ محفوظیتِ دین کے بارہ میں قابلِ تنقید و تبصرہ نہیں سمجھتے کہ بعد واسے انہیں اپنی تنقیدات کا ہدف بنالیں۔ بلکہ ان کی آپس کی باہمی تنقید کو (جس کا انہیں حق تھا) نقل کرنے میں بھی رشتہٴ ادب کو ہاتھ سے چھوڑ دینا جائز نہیں سمجھتے چہ جائیکہ اُن کے باہمی تنقید و تبصرہ کے فعل سے امتِ مابعد کو ان پر تنقید کرنے کا حقدار سمجھتے بلکہ اُن کی پاک باطنی اور تقوائے قلب کے منصوص ہو جانے کے بعد دین کے معاملات میں ان کی لغزش تا بعدِ خطارہ جاتی ہے۔ معصیت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اُن کے مشاجرات اور باہمی نزاعات میں خطاء و صواب کا تقابل ہے۔ حق و باطل یا طاعت و معصیت کا نہیں اور سب جانتے ہیں کہ مجتہدِ خاظمی کو بھی اجر ملتا ہے، نہ کہ زہر۔ پس اُن کے باہمی معاملات میں (جو نیک نیتی اور پاک نفسی پر مبنی تھے) حسبِ مسلک علماء دیوبند نہ بدگمانی جائز ہے، نہ بدزبانی۔ یہ توجیہ کا مقام ہے نہ کہ تنقید کا۔ تِلْكَ دُمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا اَيُّهَا اَيُّهَا اَيُّهَا اَيُّهَا اَيُّهَا اَيُّهَا اَيُّهَا (عمر بن عبد العزیز)

صحابہ کے بعد کوئی طبقہ بحیثیت طبقہ کے مقدس نہیں کہ پورے طبقہ کو پاک باطن اور بلا استثناء عدول کہا جائے لیکن پھر بھی اس امتِ مرحومہ کا کوئی قرن اور کوئی دور مصلحوں، ہادیوں، مجددوں، اور مقدسین سے خالی نہیں رہا۔ اور ائمہٴ علوم، ائمہٴ ہدایت، اور ائمہٴ کمالات ظاہر و باطن کی کمی نہیں رہی۔ علماء دیوبند کے مسلک میں ان تمام جواہر فرد افراد کی عظمت و جلالت یکساں ہے۔ خواہ وہ مجتہدِ مطلق ائمہ ہوں یا مجتہدِ فی المذہب۔ راسخین فی العلم ہوں یا ائمہٴ فنون۔ محدثین ہوں یا فقہاء۔ عرفا ہوں یا حکماء اسلام سب کی قدر و منزلت ان کے یہاں ضروری ہے۔ کیونکہ ان وارثانِ نبوت میں کوئی طبقہ نسبتِ ایمان و اسلام کا محافظ رہا اور کوئی نسبتِ احسان و عرفان کا۔ بالفاظِ دیگر ایک علمائے ظواہر کا طبقہ رہا ہے۔ اور ایک علمائے براطن کا اور یہ دونوں طبقے تا قیامِ قیامت اپنے طبعی فرق و تفاوت کے ساتھ باقی رہیں گے۔ اس لئے حسبِ مسلک علماء دیوبند اعتقاد و استفادہ کی یہ اعمدالی صورت بھی ان سب طبقات مابعد کے ساتھ قائم رہے گی۔ فرق اتنا ہے کہ صحابہ کے پورے طبقہ کے ساتھ یہ عظمت یکسانی سے قائم تھی کہ وہ سب کے سب عدول اور متقن ملنے ہوئے تھے۔ لیکن بعد والوں میں متقن و متقین کا فرق تھا۔ اس لئے طبقہٴ صحابہ کے بارہ

میں تو موافقت کے سوا کسی مخالفت کا سوال ہی نہ تھا لیکن طبقاتِ مابعد میں چونکہ وہ قرنِ صحابہؓ کی سی خیریت مطلقہ اور خیریت عامہ قائم نہیں رہی۔ گو جنسِ خیر منقطع بھی نہیں۔ اس لئے ان میں عدول و غیر عدول دونوں قسم کے افراد ہوتے رہے۔ اس لئے موافقت کے ساتھ مخالفت اور اتفاق کے ساتھ اختلاف کا پہلو بھی قائم رہا مگر علماء دیوبند نے اس موافقت اور مخالفت اور اتفاق و اختلاف کے دونوں ہی پہلوؤں میں رشتہٴ اعتدال کو ماتحت سے نہیں جانے دیا نہ موافقت میں غلو کیا نہ مخالفت میں۔ نہ کسی کو بے وجہ سامنے رکھ کر اس کے مقابلہ میں مخالفت کا کوئی مستقل محاذ بنایا اور نہ بے وجہ کسی کو گردہ پی یا فرقہ داری انداز سے اپنا کر اس کی مدح و ثناء ہی کو مستقل موضوع قرار دیا۔ شخصیتوں کی عظمت کے اقرار کے ساتھ ان کے صواب کو صواب کہا اور خطا کو خطا اور پھر خطا کا وہ علمی عذر بھی پیش نظر رکھا۔ جو ایک اچھی اور مقدس شخصیت کی خطا میں پنہاں ہوتا ہے۔ نیز اس خطا پر اس کی ساری زندگی کو غافلانہ قرار دینے کی غلطی نہیں کی۔ البتہ اگر یہ اعتدال ان کی زندگی سے مفہوم نہ ہو سکا تو خطا کو اچھا لانے یا شخصیت کو مطعون کرنے کی بجائے اس خطا کی حد تک معاملہ خدا کے سپرد کر کے ذہنی یکسوئی پیدا کر لی۔ اُسے خواہ مخواہ ہدف بنا کر شخصیتوں کو مجروح اور مطعون کرنے کی سعی نہیں کی جیسا کہ اربابِ غلو یا اصحابِ غلو یا اہل غلو کا طریقہ رہا ہے۔ بالخصوص اس دورِ پُرفتن میں جس کا خاص امتیازی نشان ہی علم و فہم اور حلم کے بجائے یا غلو کا غلبہ ہے جو حدود و شکنی ہے۔ یا غلو کا زور ہے جو کبر و نخوت ہے اور یا غلو کا دباؤ ہے جو جہالت کا استیلاء ہے۔ اور یہ تینوں ظلم و جہل کے شعبے ہیں، علم و عدل کے نہیں۔ اور علماء دیوبند کے مسلک کی بنیاد علم و عدل پر ہے جہل و ظلم پر نہیں۔ اس لئے اس میں نہ غلو اور غلو ہے اور نہ غلو۔ چنانچہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ذاتِ بابرکات نبویؐ اور خداست قدسیہ صحابہؓ کے بارہ میں اس کا مسلک عدل و اعتدال سے پُر اور رعایتِ حدود پر مبنی ہے غلو اور غلو پر مبنی نہیں۔

دین کیلئے دل سوزی — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے درپے گر رہی ہیں۔ اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے، اسے باشندگانِ زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کر دیں۔ اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کر دیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہو سکتی، سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ اے سورج، اے چاند، اور اے دن تم سب آؤ۔ (سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، مغفرت، ص ۹۹)